رضی اللہ عنہم

اہلِ بیت اطہار کی عظمتیں

از مفتی محمد قاسم قادری

23جون2026ء

اہلِ بیت اطہار کی عظمتیں رضی اللہ عنہم

مفتی محمد قاسم قادری

الحمد للہ علی نعمہ و صلی اللہ علی حبیبہ وعلی الہ وعترتہ

امر بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا﴾ **ترجمۂ کنزالایمان:** ”اے نبی کے گھر والو! اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کرکے خوب صاف ستھرا کردے۔“ (سورۃ الاحزاب، آیت33)

اِس آیت میں اہلِ بیت سے ابتدائی طور پر نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ازواجِ مُطہرات مراد ہیں، کیونکہ آگے پیچھے سارا کلام ہی اُن کے متعلق ہورہا ہے، لیکن دیگر نُفوسِ قدسیہ یعنی خاتونِ جنت حضرت فاطمہ زہرا، حضرت علی المرتضیٰ اور حسنین کریمین رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُم کا اہلِ بیت میں داخل ہونا بھی دلائل سے ثابت اور پوری امت میں تسلیم شدہ حقیقت ہے۔

صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اپنی کتاب ”سوانح کربلا“ میں یہ آیت لکھ کر اہلِ بیت رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُم کے مِصداق کے بارے میں مفسرین کے اَقوال اور اَحادیث نقل فرمائیں۔ اس کے بعد فرماتے ہیں: ”خلاصہ یہ کہ دولت سرائے اقدس کے سکونت رکھنے والے اس آیت میں داخل ہیں (یعنی ازواجِ مُطہرات) کیونکہ وہی اس کے مُخاطب ہیں (اور) چونکہ اہلِ بیتِ نسب (نسبی تعلق والوں) کا مراد ہونا مخفی تھا، اس لئے آں سَرورِ عالَم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے اس فعل مبارک (جس میں پنجتن پاک کو چادر میں لے کر ان کے لئے دعا فرمائی) سے بیان فرمادیا کہ مراد اہلِ بیت سے عام ہیں۔ خواہ بیتِ مسکن کے اہل ہوں، جیسے کہ اَزواج یا بیتِ نسب کے

اہل (جیسے کہ) بنی ہاشم و مُطّلب۔"

(سوانح کربلا، اھل بیت نبوت، صفحہ82، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

امام عبداللہ بن احمد نسفی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: "ان آیات (یعنی اس آیت اور اس کے بعد والی آیت) میں رسولِ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اہلِ بیت کو نصیحت فرمائی گئی ہے، تاکہ وہ گناہوں سے بچیں اور تقویٰ و پرہیز گاری کے پابند رہیں۔ یہاں گناہوں کو ناپاکی سے اور پرہیز گاری کو پاکی سے تشبیہ دی گئی، کیونکہ گناہوں کا مُرتکب اُن سے ایسے ہی مُلَوَّث ہوتا ہے، جیسے جسم نجاستوں سے آلودہ ہوتا ہے اور اس طرزِ کلام سے مقصود یہ ہے کہ عقل رکھنے والوں کو گناہوں سے نفرت دلائی جائے اور تقویٰ و پرہیز گاری کی ترغیب دی جائے۔"

(تفسیر مدارک، سورۃ الاحزاب، تحت الآیۃ33، ص940،941، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت، لبنان)

یہاں یہ حقیقت یاد رکھیں کہ اہلِ بیت کے افراد میں نبی کریم کی ازواج مطہرات یقیناً داخل ہیں، لیکن اِس مضمون میں بطورِ خاص چند ہستیوں کا تذکرہ مطلوب ہے تو مضمون کے الفاظ اسی تناظر میں ہیں۔

اسلام کی روشن تاریخ میں بعض ہستیاں ایسی ہیں، جن کا مقام صرف تاریخی شخصیات کا نہیں، بلکہ دین کے زندہ و جاوید عنوانات کا ہے۔ ان کا ذکر صرف عقیدت پیدا نہیں کرتا، بلکہ ایمان کو تازگی، دل کو روشنی اور زندگی کو مقصد عطا کرتا ہے۔ اہلِ بیتِ اطہار اسی مبارک سلسلے کی وہ عظیم شخصیات ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے سے تعلق کا شرف عطا فرمایا۔ یہ وہ نفوسِ قدسیہ ہیں جن کے سامنے وحی کے انوار اترے، جن کی آنکھوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے شب و روز کو قریب سے دیکھا، جن کے دل نبوت کے فیضان سے نسبی، علمی اور روحانی ہر اعتبار سے منور ہوئے اور جنہوں نے اپنے کردار، علم، تقویٰ اور قربانیوں سے امت کے لیے ہدایت کے روشن مینار قائم کیے۔

دنیا میں بہت سے خاندان مشہور ہوئے، بہت سی نسلیں عزت و شہرت حاصل کرتی رہیں، مگر اہلِ بیت کا مقام منفرد رہا، کیونکہ ان کا تعلق اس ذاتِ اقدس سے ہے، جو تمام انبیاء کے سردار، تمام مخلوق میں سب سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین بندے ہیں۔ اس نسبت نے انہیں ایسی عظمت عطا کی جس کی مثال پوری تاریخِ اسلام میں نہیں ملتی۔

پارہائے صُحف غنچہ ہائے قُدُس | اہلِ بیتِ نبوت پہ لاکھوں سلام
آبِ تطہیر سے جس میں پودے جمے | اُس ریاضِ نجابت پہ لاکھوں سلام
خونِ خیرُ الرُّسل سے ہے جن کا خمیر | اُن کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام

اہلِ بیت وہ گھرانہ ہے جس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے سامنے بار بار فرمایا، ان کے حقوق کی طرف متوجہ کیا، ان کے مقام و مرتبہ اور نسبت کا خیال رکھنے کا حکم دیا۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **"اس وقت تک کوئی کامل مومن نہیں ہو سکتا، جب تک کہ میں اس کو اس کی جان سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں اور میری اولاد اس کو اپنی اولاد سے زیادہ پیاری نہ ہو جائے۔"** (شعب الایمان، جلد2، صفحہ189، حدیث1505، مطبوعہ مکۃ المکرمہ)

اسی امر کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نہایت خوب صورت الفاظ میں بیان فرمایا:

"اُرْقُبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (کی خوشنودی) کو آپ کے اہلِ بیت (کے ساتھ محبت و خدمت) میں تلاش کرو۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل الصحابہ، حدیث3713، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان)

یعنی ان سے محبت و احترام سے پیش آؤ اور ان کا بہت خیال رکھو۔ اہلِ بیت کی محبت کوئی ثانوی یا من چاہی اختیاری چیز نہیں، بلکہ دین کے ان اہم موضوعات میں سے ہے جنہیں امت کے سامنے بار بار دہرایا گیا تاکہ قیامت تک مسلمان ان کے مقام کو فراموش نہ کریں۔

حقیقت یہ ہے کہ اہلِ بیت کی محبت دراصل محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک لازمی

تقاضا ہے۔ محبت کا فطری اصول یہ ہے کہ انسان محبوب سے وابستہ ہر چیز سے محبت کرتا ہے۔ جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مسلمان کے نزدیک اس کی جان، مال، اولاد اور دنیا کی ہر محبوب چیز سے زیادہ عزیز ہیں، تو آپ کے اہلِ بیت بھی اس کے دل میں خصوصی مقام رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اہلِ بیت کی محبت کو ایمان کے ساتھ جوڑا گیا اور ان سے قلبی تعلق کو روحانی سعادت کا ذریعہ قرار دیا گیا۔ اہلِ بیت کی محبت، ایک امتی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد دلاتی ہے، کیونکہ محبت کہتے ہی دل کے مائل ہونے کو ہیں۔ اہلِ بیت کا عظیم امتیاز یہ ہے کہ وہ نبوت کے گھر میں پرورش پانے والے لوگ ہیں۔ انہوں نے دین اور قرآن کی عملی شکل کو اپنے گھر میں مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں آنکھوں سے دیکھا۔ ان کی تربیت براہِ راست رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ سایہ ہوئی۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق، عبادات، معاملات اور طرزِ زندگی کو قریب سے دیکھا اور نسبی قرب اور ظاہری صحبت کی برکت سے دین کی اس مطلوب کیفیت و نورانیت کو اپنے وجود میں اتارا۔ یوں اہلِ بیت اسلامی ہدایات کے محافظ بھی ہیں اور اس پر عمل کرنے والے کے زندہ رول ماڈل بھی اور اسی وجہ سے اہلِ بیت کو امت کے لیے ہدایت کے سرچشموں میں شمار کیا گیا۔ ان کا تعلق صرف نسب سے نہیں، بلکہ علم سے بھی ہے۔ وہ دین کی گہری سمجھ رکھنے والے، قرآن کے اسرار سے واقف اور نبوی تعلیمات کے امین تھے۔ ان کے اقوال، اعمال ، کارنامے، عبادت، ریاضت، استقامت، صبر و توکل اور تسلیم و رضائے الٰہی کی عملی مثالیں آج بھی اہلِ ایمان کے دلوں کو قوت دینے والی ہیں۔

اہلِ بیت کی عظمت کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ ان کا ذکر عبادت میں شامل ہے۔ مسلمان روزانہ اپنی نمازوں میں درود شریف پڑھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی آل کے لیے بھی رحمت اور برکت کی دعا کرتے ہیں۔ یہ اعزاز امت میں کسی اور خاندان کو حاصل نہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ بیت کا مقام مسلمانوں کی روزمرہ عبادت کا حصہ ہے۔(نوٹ:درودِ ابراہیمی میں آل کی تفسیر میں اہل بیت کے علاوہ دیگر اقوال بھی ہیں۔)

اہلِ بیت کی زندگی کا ایک نمایاں پہلو ان کی طہارت اور پاکیزگی ہے۔ ان پاک طینت ہستیوں میں روحانی صفائی، اخلاقی بلندی اور کردار کی عظمت نمایاں نظر آتی ہے۔ ان کے دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے آباد، ان کی زبانیں حق گوئی سے مزین اور ان کی زندگیاں عبادت و اطاعت سے معمور تھیں۔ ان کے کردار میں دنیا پرستی، خود غرضی اور اقتدار کی ہوس نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور امت کی خیر خواہی کا جذبہ نمایاں تھا اور یہ کیوں نہ ہو کہ خدا نے ان کی شان میں خود بیان فرمایا:﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا﴾ ترجمہ کنزالعرفان:"اے نبی کے گھر والو! اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کرکے خوب صاف ستھرا کر دے۔"
(سورۃ الاحزاب، آیت 33)

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اہل بیت کی عظیم ہستیوں میں ہر نام ہی نہایت عالی شان ہے۔ مؤمنوں کے سچے دوست، مددگار اور محبوب یعنی مولی المسلمین، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اہلِ بیت کے ان روشن ستاروں میں سے ہیں، جن کی ذات علم و حکمت، شجاعت و بہادری اور عبادت و زہد کا حسین امتزاج ہے۔ میدانِ جنگ میں آپ کی بہادری بے مثل ہے، علمی میدان میں آپ کی بصیرت مسلم اور دیگر صحابہ کرام پر فائق ہے، یونہی عبادت و زہد میں آپ کا مقام نہایت بلند ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر سچے جانشین و خلیفہ جیسے سیدنا ابو بکر صدیق، عمر فاروق اور عثمانِ غنی رضی اللہ عنھم کے ساتھ دل سے عملی تعاون کرکے اور اپنے علم و فراست سے نہایت مدبرانہ مشورے دے کر اسلامی ریاست کو مضبوط کرنے اور دنیا بھر میں اسلام کے غلبے میں بھرپور کردار ادا کیا۔

مرتضیٰ شیرِ حق اشجع الاشجعیں
ساقیِ شیر و شربت پہ لاکھوں سلام

اصلِ نسلِ صفاوجہِ وصلِ خدا
بابِ فصلِ ولایت پہ لاکھوں سلام

اہلِ بیت کے ناموں میں ایک ایمان افروز، روح پرور، جان افروز مبارک نام، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے محبوب شہزادی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا ہے، جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہر مسلمان بخوبی جانتا ہے اور جن کے نام کی عظمت پر بڑے سے بڑے ولی کی گردن ادب و تعظیم سے جھک جاتی ہے۔ تمام جہان کی عورتوں کی سردار، جنتی خواتین کی سردار، سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا عورتوں کے لیے پاکیزگی، حیا، صبر، قناعت اور عبادت کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ ان کی زندگی، دنیا کی ظاہری آسائشوں سے خالی مگر روحانی دولت کے خزانوں سے مالا مال تھی۔

اُس بتولِ جگر پارۂ مصطفیٰ
حجلہ آرائے عِفّت پہ لاکھوں سلام

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مِہر نے
اُس رِدائے نَزاہت پہ لاکھوں سلام

سیدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ
جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی زندگی امت کے اتحاد اور امن کا عظیم درس اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کے درمیان خونریزی روکنے کے لیے اپنے حق سے دستبردار ہو کر وہ مثال قائم کی جسے تاریخ ہمیشہ یاد رکھے گی۔ انہوں نے ثابت کیا کہ کبھی سب سے بڑی بہادری جنگ لڑنے میں نہیں، بلکہ امت کو بچانے میں ہوتی ہے۔

حَسَنِ مجتبیٰ سیّدُ الاسخیا
راکبِ دوشِ عزت پہ لاکھوں سلام

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شخصیت حق و صداقت کی علامت ہے۔ کربلا میں ان کی قربانی صرف ایک تاریخی واقعہ نہیں، بلکہ ایک دائمی پیغام ہے کہ جب حق و باطل کا مقابلہ ہو تو اہلِ ایمان کو حق کا ساتھ دینا چاہیے، خواہ اس کی قیمت جان، مال اور خاندان کی قربانی ہی کیوں نہ ہو۔ امام

حسین رضی اللہ عنہ کی استقامت نے قیامت تک کے لوگوں کو استقامت کا مفہوم سمجھادیا، ان کی قربانی نے دنیا کو قربانی کے اعلیٰ ترین مرتبے کا نمونہ دکھادیا اور ان کے شیوہِ تسلیم ورضا نے اہل تصوف ومعرفت کے لئے تسلیم ورضا کی شرح کا باب کھول دیا۔

دُرِّ دُرجِ نجف مِہرِ بُرجِ شَرَف | رنگِ روئے شہادت پہ لاکھوں سلام
اُس شہیدِ بلا شاہِ گلگوں قبا | بے کسِ دشتِ غربت پہ لاکھوں سلام

اہلِ بیت کی محبت نجات کا ذریعہ ہے، ان کی محبت میں مرنے والے کو شہادت کی بشارت ہے۔ اہلِ بیت کی محبت انسان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تک پہنچاتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت تک لے جاتی ہے۔ یہ محبت ہر خیر کا سرچشمہ، ہر نیکی کی بنیاد اور ہر مرتبے کے حصول کا زینہ ہے۔ اہلِ بیت کا مقام امت میں ایسا ہے، جیسے آسمان میں روشن ستارے کہ جس طرح مسافر تاریک رات میں ستاروں سے راستہ معلوم کرتا ہے، اسی طرح اہلِ ایمان، اہلِ بیت کی سیرت سے ہدایت حاصل کرتے ہیں۔ ان کی زندگیاں بتاتی ہیں کہ اقتدار سے زیادہ دین کی بقا اور اسلام کی حفاظت و اشاعت اہم ہیں، دولت سے زیادہ تقویٰ قیمتی ہے اور دنیاوی کامیابی سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی رضا اہم ہے۔

اہلِ بیت کی محبت کا تقاضا صرف یہ نہیں کہ ان کا ذکر احترام سے کیا جائے، بلکہ یہ بھی ہے کہ ان کے حقوق ادا کیے جائیں، جیسے ان کی عزت کی جائے، ان کی اولاد کا احترام کیا جائے، ان سے وابستہ لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک کیا جائے اور ان کی ضرورتوں کا خیال رکھا جائے۔ محبت جب تک عمل کی صورت اختیار نہ کرے، اس وقت تک وہ مکمل نہیں ہوتی۔

اہلِ بیت امت کی عقیدت کا مرکز ہیں۔ جو مسلمان بھی کلمہ پڑھتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے اور اسلام کو اپنا دین مانتا ہے، وہ اہلِ بیت سے محبت کو اپنے ایمان کا حصہ

سمجھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے مختلف خطوں اور زبانوں کے مسلمان اہلِ بیت کا نام سنتے ہی عقیدت سے سر جھکا دیتے ہیں۔ اہل بیت کی محبت یہ بھی تقاضا کرتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کے ساتھ جس طرح انہوں نے محبت و مودت کی زندگی گزاری، خلفائے راشدین کے جھنڈے کے نیچے خدمتِ اسلام کے کارنامے سر انجام دیئے اور اپنے کسی ذاتی مفاد کو دینِ نبی کی ترویج میں رکاوٹ نہ بننے دیا، بلکہ اپنے مفادات حتی کہ جانیں بھی قربان کر دیں، اسی طرح اہلِ بیت کی سنت پر عمل کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ عقیدت و محبت کا تعلق مضبوط رکھا جائے۔ اہلِ بیت سے محبت کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ دوسرے صحابۂ کرام کی عظمت کو کم کیا جائے۔ اسلام محبتوں کو باہم متصادم نہیں بناتا۔ اہلِ بیت اور صحابۂ کرام دونوں دین کے عظیم ستون ہیں۔ صحابہ نے اسلام کا پیغام دنیا تک پہنچایا اور اہلِ بیت نے بھی اسی پیغام کی خدمت کی اور اسی کے لئے جانیں قربان کیں۔ اس لیے اہلِ سنت کا راستہ اعتدال کا راستہ ہے؛ وہ اہلِ بیت سے بھی محبت کرتے ہیں اور تمام صحابۂ کرام کا بھی احترام کرتے ہیں۔

اہلِ بیت کی محبت کا ایک بہت اہم تقاضا یہ بھی ہے کہ ان کے اخلاق، عفوو درگزر، سخاوت و شجاعت اور آخرت سے محبت کو اپنایا جائے۔ اگر کوئی شخص زبان سے محبت کا دعویٰ کرے، لیکن اس کی زندگی جھوٹ، ظلم، حسد، تکبر اور بددیانتی سے بھری ہو، تلاوت و نماز اور سخاوت و عبادت کا نام و نشان بھی اس کی زندگی میں نہ ہو، تو اس کی محبت کا دعویٰ بہت کمزور ہے۔ حقیقی مضبوط محبت وہ ہے جو انسان کے کردار کو بدل دے۔

امتِ مسلمہ کے لئے اہلِ بیت کی سیرت میں عظیم اسوہ حسنہ موجود ہے۔ اختلافات کے موقع پر امام حسن رضی اللہ عنہ کا کردار اتحاد کا درس دیتا ہے۔ خلافِ شریعت امور کی قانون سازی اور ترویج کے وقت، یونہی ظلم کے مقابلے میں امام حسین رضی اللہ عنہ کی قربانی اعلانِ حق، مقابلۂ باطل اور

دین پر استقامت سکھاتی ہے۔ علم کی ضرورت کے وقت حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی حکمت رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ گھریلو زندگی میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اسوہ روشنی دیتا ہے۔ گویا اہلِ بیت کی زندگی کا ہر پہلو اُس خوبصورت ہیرے کی طرح ہے جس کی ہر جہت روشنی دیتی ہے۔

کیا بات رضا اُس چمنستانِ کرم کی　　　زہرا ءہیں کلی جس میں حُسَیْن اور حَسَن پھول

اہلِ بیت کا ذکر دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے نور کا ذکر ہے۔ یہ وہ چراغ ہیں جو صدیوں سے امت کے راستے کو روشن رکھے ہوئے ہیں۔ ان کی سیرت صبر کا درس دیتی ہے، ان کی محبت ایمان کو تازگی بخشتی ہے، ان کا ادب دلوں میں نور پیدا کرتا ہے اور ان کے نقوشِ قدم انسان کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے راستے پر گامزن کرتے ہیں۔ ہر مسلمان کے ایمان کا تقاضا ہے کہ وہ اہلِ بیتِ اطہار کی عظمت کو پہچانے، ان کے فضائل کا تذکرہ کرے، ان سے محبت کو اپنے ایمان کا حصہ بنائے، ان کے حقوق ادا کرے، ان کی تعلیمات سے رہنمائی حاصل کرے اور اپنی زندگی کو ان کے اخلاق و کردار کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے۔ یہی محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا ہے اور یہی اہلِ سنت کا معتدل راستہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اہلِ بیتِ اطہار کی سچی محبت، ان کے ادب و احترام، ان کے حقوق کی ادائیگی، ان کے نقشِ قدم پر چلنے اور ان کی تعلیمات کو اپنی زندگیوں میں نافذ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم